# TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

TEXT PROBLEM

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222186
UNIVERSAL LIBRARY

١١٩٦٠ ٨٩١٤٤٣٣٣
ش-ا شرر عبدالحلیم
افسانۂ قیس

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۲۴۴۳ Accession No. ۱۱۹۶۰

Author شرر، عبدالحلیم

Title افسانۂ قیس

This book should be returned on or before the date last marked below.

جملہ حقوق محفوظ

# افسانۂ قیس

یعنی

## مجنون عامری کی سوانحعمری

از ابتدائے عشق لیلیٰ تا مرگ

مصنفہ

جناب مولوی عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

حسب فرمایش

اسٹار بکڈپو کلکتہ نمبر ۴۰ لوئر سرکولر روڈ

باہتمام احقر محمد غنی حیدر آروی مالک اسٹار بکڈپو۔ مطبع ہذا نمبر ۵۲ بنیا پوکر لین کلکتہ

ستارۂ ہند پریس کلکتہ میں چھپی

احقر کے کتبخانہ اسٹار بکڈپو کلکتہ سے ہر علم و فن کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بذریعہ ویلو روانہ ہوتی ہیں

# مختصر فہرست کتب خانہ تجارتی اسٹار بک ڈپو کلکتہ

Checked

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت | نام کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|---|---|
| تصنیفات مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی | | حسن بن صباح | ۲؍ | شارلٹ یا عبدالرحمن | ۱۵؍ |
| | | بدرالنساء کی مصیبت | ۰۲؍ | انقلاب فرانس | ۹؍ |
| عزیزۂ مصر | عہ | دلچسپ کارل | ۹؍ | اٹھتی جوانی | ۰۴؍ |
| ملکہ زنوبیہ | ۳؍ | تاریخ بغداد | ۶؍ | چراغ سحری | ۱۰؍ |
| سکینہ بنت حسین | ۶؍ | صفات حاتم (زیر طبع) | | نازنین | ۳؍ |
| درگیش نندنی | ۷؍ | آغا صادق کی شادی | ۱۰؍ | کرشمۂ الفت | ۰۲؍ |
| فردوس بریں | ۷؍ | شہید وفا | ۶؍ | مالن کی بیٹی | ۰۳؍ |
| الفانسو | ۱۲؍ | مقدس نازنین | عہ | افغانی ملکہ | ۳؍ |
| فاتح مفتوح | عہ | خوفناک محبت | عہ | ابن طولون | ۱۵؍ |
| ایام عرب کارل | عہ | غیب دان دلہن | عہ | تلاش حق | [illegible] |
| زوال بغداد | عہ | جویائے حق کارل | للعہ | فتنہ | ۱۱؍ |
| فلپانا | عہ | بابک خرمی | عہ | محبوبۂ لندن | ۱۲؍ |
| شوقین ملکہ | عہ | فلورا فلورنڈا | عہ | سمنتان کی شہزادی | ۱۰؍ |
| حسن کا ڈاکو | عہ | میووتلی | ۴؍ | کرشمۂ رقابت | ۱؍ |
| دربار حرام پور کارل | ۱۰؍ | **متفرق ناول** | | پیر فرتوت | ۵؍ |
| قیس و لبنیٰ | عہ | | | گنجی کا راز | ۳؍ |
| افسانۂ قیس | ۳؍ | میٹھی چھری | ۶؍ | محبت کی پتلی | ۵؍ |

ملنے کا پتہ اسٹار بک ڈپو کلکتہ نمبر ۴۲ لوئر سرکولر روڈ

# افسانۂ قیس

دنیا کی کسی زبان کا لٹریچر عشق کی چاشنی سے خالی نہیں۔ یوں تو تمام اخلاقی باتوں پر بحث کی جاتی ہے۔ مگر جہاں عشق کا تذکرہ آیا جادو نگاروں کے قلم اور جادو بیانوں کی زبانیں خود بخود زیادہ زور دکھانے لگتی ہیں اگر ہم جستجو کریں تو غالباً کسی زبان کو اس سے مستثنےٰ نہ پائینگے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اخلاقی مضامین میں بھی دلچسپی پیدا کرنا ہوتی ہے تو وہ بھی عشق ہی کے رنگ سے دلفریب بنائے جاتے ہیں۔

اور شعرا تو خواہ ایشیا کے ہوں یا یورپ کے اکثر اوقات عشق ہی کو اپنا دین و ایمان سمجھا کئے غرض مضمون آفرینوں کو اپنے خیالات اور اپنی تحریروں میں عشق کے فرشتہ سے مدد لینے کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور ایسی ہی موقعوں کے لئے دو چار ایسے نامور عاشقوں کو منتخب کیا کرتے ہیں جن کی سوانح عمری اتنی دلچسپ اور اس قدر موثر ہوتی ہیں کہ چاہے کتنے ہی بار انکا تذکرہ کیا جائے مگر سننے سے کسی کا دل نہیں اکتاتا اور ہر بار دلوں پر ایک نیا اثر ڈالتی ہیں۔ ہر زبان کے انشا پردازوں نے ایسے ہی دو چار عشاق اپنے لئے منتخب کر لئے ہیں۔

سنسکرت کے جادو بیانوں نے نل دمن کی رام کہانی سنائی شعرائے فارس نے شیرین و فرہاد کے بیان سے غزلخوانی کی فصحائے عرب نے لیلیٰ و مجنوں کے واقعات میں اعجاز سخن کی کرشمہ سازیاں دکھائیں۔ غرض یونہیں ہر زبان کے انشا پردازوں نے اپنے لطف بیان کے لئے کسی نہ کسی کو منتخب کر لیا ہے +

دونوں عاشق معشوق کا عقد ہوگیا۔ دونوں ایک زمانہ تک دوسرے کے وصل سے کامیاب رہے مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ذریح نے اپنے بی بی کے اشارے کے بموجب قیس کو دوسرا عقد کرنے پر مجبور کیا! اور کہا کہ لبنیٰ سے اولاد ہونے کی اُمید نہیں۔ مجھے خوف ہے کہ تمہاری لاولدی میری نسل کا انقطاع نہ کردے۔ قیس باپ کا نہایت ہی طاعت گزیں بیٹا تھا اس نے عقد کرنے سے تو انکار کیا مگر باپ کو اجازت دی کہ آپ دوسرا عقد کر لیجئے۔ باپ نے یہ بھی نہ مانا اور آخر قیس کو قسم دلائی کہ لبنیٰ کو طلاق دیدے۔ اطاعت مندی کے جوش میں اُس نے طلاق تو دیدی مگر یہ حالت تھی کہ شب و روز بیتاب رہتا تھا۔ گو اب لبنیٰ سے تعلق نہ رہا مگر اس کے پاس جا جا کے رویا کرتا تھا یہ امر لبنیٰ کے ماں باپ کو ناگوار ہوا۔ آخر ذریح نے جناب معاویہؓ کے دربار میں جا کے قیس کی شکایت کی اور کہا میری بیٹی کو طلاق دیچکا ہے مگر کسی طرح نہیں چھوڑتا۔ معاویہ نے قیس کو تو بذریعہ حکام دھمکی دی کہ آیندہ لبنیٰ سے کوئی تعلق نہ رکھے! ور لبنیٰ کے باپ کو حکم دیا کہ لبنیٰ کا نکاح خالد بن حازہ عطفانی کیساتھ کر دے اس حکم پر تعمیل ہوئی! ور قیس کی بیتابیاں اور بڑھ گئیں۔ لبنیٰ بھی قیس کے فراق میں بیقرار رہا کرتی تھی لیکن اب جو مفارقت اس درجہ کو پہنچ گئی تو عشق نے شدت پکڑتے پکڑتے بیمار ڈالدیا! ور نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز بیمار رہ کے اُس نے جان دیدی یہ حال قیس بن ذریح کے گوش گذار ہوا تو خاک اڑاتا ہوا اسکی قبر پر پہنچا اور دو شعر پڑھتے پڑھتے غش کھا کے گر پڑا۔ لوگ اس بیہوشی کے عالم میں اسے اس کے گھر اٹھا لیگئے۔ باپ نے بہت کچھ دوا دوش کی لیکن اس نے بھی چند ہی

روز بیمار رہ کے جان دی۔ یہ اس دلدادہ قیس کا قصہ ہے جس کے اشتباہ سے قیس عامری کو لوگوں نے جناب سبط اکبر امام حسن علیہ السلام کا رضاعی بھائی بنا دیا ہے۔ اب ہم پھر قیس عامری کے حالات کیطرف توجہ کرتے ہیں۔

۔ قیس کی معشوقہ لیلائے عامریہ ہی ہے۔ عامر کی ایک پاک دامن لڑکی تھی عوام میں مشہور رہے کہ لیلا قیس کے چچا کی بیٹی تھی۔ اس کی بالکل اصلیت نہیں اصل یہ ہے کہ چونکہ اہل عرب کے عشق کا پہلا نشانہ چچا کی بیٹی ہوتی ہے۔ لہٰذا اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ تغلیباً ہر عاشق اپنی معشوقہ کو بنت عم یعنی چچا کی بیٹی کہدیا کرتا ہے قطع نظر اس کے تمام قبایل عرب میں ہر قبیلہ کے کل افراد چونکہ ایک دادا کی سمجھے جاتے تھے لہٰذا ہر شخص اپنی قوم کے ہر مرد کو ابن عم اور ہر عورت کو بنت عم کہہ سکتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ الغرض اگر لیلیٰ قیس کی چچازاد بہن ہو سکتی ہے تو اسی رشتہ سے۔ خود قیس کے اشعار بتاتے ہیں کہ وہ لیلیٰ پر بچپن ہی میں عاشق ہوا اور قبل اسکے کہ سن بلوغ دونوں کے کانوں میں عشق کے پُرحظ رازپھوں کے دونوں ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی ایک پرجوش نظم میں لکھتا ہے ؎

تَعَشَّقْتُ لَیْلیٰ وَھِیَ غِرٌّ صَغِیْرَۃٌ ۔۔۔ وَکُنْتُ اِبْنَ سَبْعٍ مَا بَلَغْتُ الثَّمَانِیَا

ترجمہ میں لیلیٰ پر اسوقت عاشق ہوا جب وہ بھولی بھولی اور چھوٹی سی تھی ؛
اور میں سات برس کا لڑکا تھا ہنوز آٹھواں برس شروع ہوا تھا ؛

لیکن صرف اسی بچپن کے عشق نے طرح طرح کے واقعات مشہور کر دئے جو آج عوام کی زبان پر ہیں مگر پتہ نہیں چلتا کہ ان کی اصلیت کہاں سے ہے مکتب کا واقعہ جو تھیٹر تک میں نہایت دلچسپی کیساتھ دکھایا جاتا ہے وہ بھی

کسی معتبر ذریعہ سے ہم تک نہیں پہنچا ہے۔ ابھی فی الحال بیروت میں قیس کا ایک جدید دیوان چھپا ہے جس کی ترتیب بہ نسبت پہلے دیوان کے زیادہ دلچسپ ہے اس میں ان دونوں کے معصومانہ عشق کا ایک بہت ہی مؤثر واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ لیلیٰ اور مجنوں کا مکان پاس ہی پاس تھا۔ اور دونوں گھروں میں یکجہتی کے ایسے گہرے تعلقات تھے کہ ایک بار قیس کے گھر میں کچھ لوگ مہمان آئے اسوقت گھر میں مسکا نہ تھا جس کی مہمانداری کے لئے سخت ضرورت تھی قیس کی ماں نے قیس سے کہا کہ جاؤ لیلیٰ کی ماں سے تھوڑا سا مسکا لے آؤ قیس نے جا کے لیلیٰ کی ماں سے کہا تو اس نے لیلیٰ کو پکارا۔ اور کہا بیٹی قیس کو مسکا دیدو۔ لیلیٰ مسکے کا بڑا ظرف اُٹھالائی قیس نے جو ظرف اپنے ہمراہ لایا تھا نیچا کیا۔ اور لیلیٰ اپنے گھر کی مٹکی جھکا کے انڈیلنے لگی لیکن اس حالت میں دونوں ایک دوسرے کی صورت نہایت ہی محویت کیساتھ دیکھنے لگے۔ اور یہ محویت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ مجنوں کا برتن لبریز ہو کے چھلک گیا۔ اب مسکا برابر زمین پر گر رہا تھا لیکن ان دونوں سادہ دل اور پاکباز عاشقوں کی نگاہیں ایک دوسرے پر لگی ہوئی تھیں۔ اس حیرت انگیز اور مؤثر سین کو لیلیٰ کی ماں نے دیکھا اس کے ٹوکنے سے دونوں بچوں کو ہوش آیا مجنوں اپنے گھر گیا اور لیلیٰ مسکے کی مٹکی رکھنے کی بہانے سے کوٹھری میں جا چھپی لیکن اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ لیلیٰ کی ماں نے قیس کو اپنے گھر آنے سے روک دیا اس قصہ کی نسبت بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ کہاں تک سچ ہے ؟

معتبر ذریعہ سے ہمکو جو کچھ ملا ہے وہ یہ ہے کہ میاں قیس کو عشق سے پہلے بھی کچھ تھوڑی سی سنک تھی صورت اور شکل کے لحاظ سے دیکھئے تو بڑے ہی

خوشرو اور طرحدار تھے اور اُس کیساتھ لباس کا بڑا شوق تھا کپڑے ہمیشہ اچھے
پہنا کرتے تھے ایکدن اس دہج سے آپ اپنے گھر سے نکلے کہ دو بہاری اور شاہانہ
ٹھاٹ کی قبائیں بدن میں تھیں اور خوبصورت اونٹنی پر سوار تھے۔ یہ دہج
عرب کی لڑکیوں کے پھسلانے کے لئے بہت کچھ مؤثر ہو سکتی تھی اور غالباً آپ نکلے
بھی اسی غرض سے تھے۔ جاتے جاتے آپکا گذر ایک ایسے مقام پر ہوا جہاں انہیں کے
قبیلہ کی ایک عورت کریمہ نامی اپنے چند ہجولیوں کیساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔
لیلیٰ بھی اس کی ہجولیوں میں سے تھی جو اسوقت شریک صحبت تھی قیس کے حسن و
جمال اور ان کی بانکی وضع کا جادو ان لڑکیوں پر چل گیا سبھوں نے ان سے
درخواست کی کہ آؤ دم بھر ہمارے ساتھ بیٹھ کے باتیں کرو۔ یہ تو اس تاک میں نکلے
ہی تھے اوتر پڑے اور مزہ میں جو آئے تو اپنے ہمراہی غنایم کو حکم دیا کہ میری اونٹنی
ذبح کر کے پکا۔ غرض اونٹ کے کباب سبھوں نے خوب مزے سے کھائے اور دن
بھر اسی پُر لطف صحبت میں میاں قیس خوش گپیاں اڑاتے رہے وقت آخر ہو چلا تھا
کہ ناگہاں منازل نام ایک شخص جو قبیلہ بنی عامر ہی کا ایک نوجوان تھا وارد
ہوا اور سب لڑکیاں اس کی صورت دیکھتے ہی قیس کو چھوڑ کے اس سے باتیں
کرنے لگیں۔ یہ امر قیس کو ناگوار ہوا۔ برہم ہو کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند اشعار
پڑھتے ہوئے چلدئے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ "واہ میں نے اپنی اونٹنی اسی
لئے ذبح کی میرے وصل میں منازل شریک ہو۔ اس کی صورت دیکھتے ہی سب کے
سب اپنے گھونگھرو بجاتی ہوئی ادھر چل دیں حالانکہ ان گھونگھروں کی آواز مجھے سخت ناگوار تھی
اس صحبت میں اور سب باتیں تو دل لگی ہی میں ٹل گئیں مگر لیلیٰ کے دل پر

قیس کے حسن نے اپنا پورا قبضہ کر لیا قیس کو تو لیلیٰ کا خیال بھی نہ ہوا اور وہ انکی محبت میں پریشان ہوگئی۔ یہ چلے آئے اور اس کی رات خدا جانے کس بیقراری میں الجھتے گذری۔ میاں قیس کل کی مزیداریوں کو یاد کر کے دوسرے دن ایک دوسری اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہی شاہانہ لباس پہن کے قبیلہ بنی عامر کے خیموں میں چکر لگانے لگے۔ پھرتے پھرتے لیلیٰ کے خیمے پر گذرے آج وہ اپنے خیمہ میں اپنی دو ایک ہجولیوں کیساتھ بیٹھی دل بہلا رہی تھی لیلیٰ کی صورت دیکھتے ہی قیس نے اپنی اونٹنی ٹھہرائی اور صاحب سلامت کی لیلیٰ کے اشارے سے اسکی ہجولیوں نے قیس سے کہا آؤ دم بھر بیٹھ کے لطف صحبت اٹھائیں اور کیوں جی ایک ایسی عورت سے باتیں کرنیکو تمہارا جی چاہتا ہے جو تمکو چھوڑ کے نہ منازل کیطرف متوجہ ہوا اور نہ کسی اور کیطرف؟ قیس اونٹنی پر سے یہ کہتا ہوا اترا۔ ہاں خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں

لیلیٰ ایک عقلمند لڑکی تھی اس ملاقات میں اس نے اس بات کا اندازہ شروع کیا کہ میری دل کی جو حالت ہو آیا کچھ اس کا اثر قیس کے دل پر بھی ہے یا نہیں ہجولیاں تو مجنوں سے باتیں کرتی تھیں اور وہ بار بار ان کا ذکر کاٹکر کسی اور کا ذکر چھیڑ دیتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی کن آنکھوں سے دیکھتی جاتی تھی کہ اس کا اثر قیس پر کیا ہوتا ہے۔ لیکن عشق کے غماز دونوں کی آنکھوں سے ناز و انداز کے سوال و جواب کرتے جاتے تھے عشق کی جڑیں دونوں دلوں میں جگہ پکڑ رہی رہی تھیں کہ لیلیٰ نے ایک بہت ہی سخت امتحان کیا وہ یہ کہ اتفاقاً قبیلہ بنی عامر کا ایک اور لڑکا آگیا۔ لیلیٰ نے صرف قیس کے چھیڑنے کے لئے اس سے الگ لیجا کے دیر تک سرگوشیاں کیں۔ عرصہ کے بعد اسے رخصت کر کے آئی اور قیس کی صورت

دیکھنے لگی۔ یہاں آ کے جو دیکھتی ہے تو قیس کے چہرے کا عجب حال ہے مارے غصہ کے تمتمایا ہوا ہے! وہ شدت غیرت سے یہ عالم ہے کہ ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے لیلیٰ کے دل میں تو آتش عشق بھڑک ہی رہی تھی صبر نہ ہو سکا اور خود رفتگی میں اس کی زبان سے دو شعر نکل گئے جن کا صاف مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں کے دلمیں عشق جوش مار رہا ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے سینہ میں گھر کر لیا ہے یہ اشعار سنتے ہی قیس کے رہے سہے حواس غائب ہو گئے۔ غش کھا کر زمین پر گر پڑا لیلیٰ کی ہجولیاں گھبرا کے دوڑیں منہ پر دیر تک پانی چھڑکا تو قیس کو ہوش آیا قیس و لیلیٰ کی عشق کی یہ ابتدا تھی اُن کے درس عشق کا دراصل یہ مکتب تھا وہ نہیں جو عام طور پر مشہور کیا جاتا ہے۔

اسی ایک صحبت نے دونوں کے دل کو گرفتار محبت کر دیا۔ لیلیٰ تو گھر کی بیٹھنے والی اور ایک سنجیدہ اور شریف طینت لڑکی تھی اس نے دل پر ہزار کوفت اٹھائی مگر گھر سے قدم باہر نہ نکالا۔ مگر قیس پر یہ اثر ہوا کہ مراقبت کا جوش ہوا۔ ماں باپ عزیز و اقارب گھر بار سب کو چھوڑا! اور صحرا کی راہ لی قبیلہ بنی عامر کے فرودگاہ کے گرد جو ریگستانی تودے تھے ہمیشہ ان پر رہا کرتا تھا اور شب و روز لیلیٰ ہی لیلیٰ پکارتا۔ لباس سے بھی قطع کیا! اور اُدھر سے گذرنیوالے قافلے ہمیشہ اسے برہنہ پا یا کرتے گو کہ صحرا اور ریگستان ہی میں رہتا تھا مگر لیلیٰ کی کشش نے وادی نجد کو مرکز بنا دیا تھا جہاں قبیلہ بنی عامر کا فرودگاہ و مسکن تھا اور قیس کو ہمیشہ انہیں تودوں سے علاقہ رہتا تھا جو قبیلہ کے قریب قریب تھے آپ ان تودوں پر رہتے تھے اور ہر آنے جانیوالے کو اپنا پیام محبت دیا کرتے تھے کہ لیلیٰ تک پہنچا دے۔

اگر کوئی پاس جاتا تو اس سے بات نہ کرتے اور نہ اس کی بات کا جواب دیتے ہاں اگر اس نے لیلیٰ کا ذکر چھیڑ دیا تو اُسے پیچھا چھوڑ نا مشکل ہو جاتا! ور آپ باتیں بھی ہوش وحواس کی کرنے لگتے۔

اس زمانے میں اسلامی حکومت کا یہ قاعدہ تھا کہ جس طرح کفار سے جزیہ وصول کیا جاتا اسی طرح مسلمانوں سے بھی ایک ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جس سے مراد زکوٰۃ ہے اور اس اسلامی ٹکس کے وصول کرنے کے لئے ایک سرکاری عہدہ دار معین کیا جاتا تھا۔ نوفل بن مساحق نام ایک شخص ان دونوں تحصیل زکواۃ کے لئے بنی عامر پر مقرر کیا گیا۔ نوفل جب ادھر سے گذرا تو مجنوں کو ریگستان میں آہ ونالہ کرتے دیکھ کے مستفسر ہوا کہ یہ کون ہے اور کیوں روتا ہے لوگوں نے قیس کا حال بیان کیا۔ نوفل کو ترس آیا اور چاہا کہ پاس جا کے حال پوچھے ہمراہیوں نے کہا جب تک لیلیٰ کا تذکرہ نہ کیجئے گا بات نہ کریگا۔ نوفل نے مجنوں کے سامنے آ کے لیلیٰ کا تذکرہ چھیڑا۔ مجنوں نے نوفل سے خوب باتیں کیں اور خوب خوب اشعار سنائے۔ نوفل نے کہا "اچھا یہ چاہتے ہو کہ میں لیلیٰ کے ساتھ تمہاری شادی کردوں" مجنوں کی اور تمنا کیا تھی۔ کہا "ہاں" مگر بھلا یہ کیونکر ممکن ہے! نوفل نے مجنوں کو عمدہ کپڑے پہنائے اور اپنے ہمراہ لیکے قبیلہ بنی عامر کیطرف روانہ ہوا۔

جب بنی عامر کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب ہتھیار بند ہو کے لڑنے کو تیار ہو گئے! اور نوفل سے کہا "خدا کی قسم یہ نہ ہوگا کہ مجنوں ہمارے گھروں میں داخل ہو۔ پہلے تو نوفل نے سب کو دھمکایا اور اپنی طرف سے بھی لڑائی کی مستعدی کھائی مگر جب دیکھا کہ بنی عامر جان ہی دینے پر آمادہ ہیں تو مجنوں کی طرف مخاطب ہو کے کہا۔

بھی میرے نزدیک تمہارا نا کام واپس جانا صدہا آدمیوں کے مارے جانے سے زیادہ اچھا ہے۔ لہٰذا میں اب مجبور ہوں ورتمکو اجازت دیتا ہوں کہ تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ نوفل کی یہ تقریر سن کے مجنوں بہت برہم ہوا! ور غضب آلود لہجے میں کچھ اشعار پڑھتا ہوا اپنے انہیں ریگستانی ٹیلوں پر چلا گیا ؎

جب یہاں تک نوبت پہنچگئی اور لیلیٰ کے باپ کو کسی طرح رحم نہ آیا تو مجنوں کے باپنے اپنے تمام اعزا و اقربا کو جمع کیا اور سب کو لیکے لیلیٰ کے پاس گیا اور درخواست کی کہ خدا کے لئے اب تو مجنوں کے حال پر ترس کھاؤ اس عشق نے اسے بالکل دیوانہ بنا دیا جتنا مہر چاہو لو۔ ہم دینے کو تیار ہیں۔ مگر مجنون کیساتھ لیلیٰ کا عقد کردو اس درخواست نے رحم کی جگہ لیلیٰ کے باپ کو اور غضب آلودہ کردیا اس نے کہا میری جو کچھ رسوائی ہوچکی وہ تھوڑی نہیں ہے جو اب اس رسوائی کو خود آپ اپنے سر اوڑھ لوں۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ چاہے کچھ ہو جائے اپنی بیٹی مجنوں کو نہ دونگا۔ مجنوں کے واسطہ دار ادھر ناکام واپس آئے! ادھر لیلیٰ کے باپنے اپنی قوم کے ایک شخص کیساتھ لیلیٰ کا عقد کر دیا۔ یہ خبر مشہور ہوئی اور مجنوں کی مایوسیوں نے اور ترقی کی! اب سے وہاں ریگستان میں بھی کسی طرح چین نہ پڑتا تھا مجنوں کی یہ حالت دیکھ کے اس کے قرابت داروں سے کسی طرح خاموش نہ بیٹھا جاتا تھا آخر سبھوں نے مل کے مجنوں کے باپسے کہا اب تو اس کی حالت کسی طرح دیکھی نہیں جاتی۔ اب کی بار موسم حج میں مجنوں کو اپنے ساتھ لیجا کے حج کراؤ اور وہاں درگاہ الٰہی میں دعا کرو شاید خدا تمہاری دعا قبول کرے اور اس کی حالت درست ہو جائے! اس مشورے پر بھی عمل کیا گیا۔

اور مجنوں جبرًا و قہرًا پکڑے باندھے اپنے باپ کے ساتھ مکہ معظمہ میں گیا۔ بعد فراغت حج شب کو میدان منا میں جہاں تمام حجاج جمع تھے۔ کسی عورت نے کسی دوسری عورت کو اس کا نام لے کے پکارا "یا لیلیٰ" اس عورت کا نام بھی لیلیٰ تھا اس آواز نے مجنوں کے سینہ میں آگ لگا دی آواز کے سنتے ہی ایک چیخ ماری کہ لوگوں کو خیال ہوا شاید اس چیخ کے ساتھ ہی اس کا دم نکل جائیگا اور چیخ مارتے ہی غش کھا کے زمین پر گر پڑا۔ رات بھر بیہوش پڑا رہا صبح کو ہوش آیا تو آنکھ کھولی اور اپنے جذبات دل کے نغموں سے غزلخوانی شروع کردی۔ باپ کو یقین آگیا کہ اب مجنوں کے مرض کے لئے کوئی علاج کارگر نہیں ہوسکتا حج سے واپس آیا اور پھر وہی مجنوں تھا اور وہی نجد کا ریگستان ؛

کہتے ہیں کہ مجنوں کا صحرائے نجد میں پھرتے پھرتے ایکبار لیلیٰ کے شوہر کی طرف گذر ہوا۔ مجنوں نے اسکو پہچانا تو پاس گیا اور اس کے سامنے دو پردرد اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ "تجھے اپنے پروردگار کی قسم بتا کہ کبھی صبح سے پیشتر تو نے لیلیٰ کو اپنے گلے سے لگایا ہے؟ یا اس کے منہ کا بوسہ لیا ہے؟ اور کبھی تیرے جسم پر اسکی زلفیں لہرائی ہیں؟ یہ اشعار سن کے لیلیٰ کا شوہر مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہوگیا اور ندامت کے لہجہ میں بولا "اگر تو قسم دلاتا ہے تو ہاں ایسا ہوا ہے"۔ یہ جملہ سنتے ہی مجنوں طیش میں آیا اور لپک کے دونوں ہاتھوں میں دو انگارے اٹھا لئے۔ گوشت چرچرا کے جلنے کی آواز لیلیٰ کے شوہر کے کان میں آئی اور اس نے حیرت سے دیکھا کہ انگاروں کے ساتھ مجنوں کی ہتھیلیوں کی کھال چربی کیطرح بہ کر گر پڑی اور آخر وہ گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا

اور مجنوں کے حال پر تاسف کرتا ہوا بھاگا۔

مجنوں کے اشعار بہت ہیں اور ہر شعر سے اس کی ازخود رفتگی اور اسکی پاک محبت کی بو آتی ہے آخر میں اس کا حال یہ ہو گیا کہ انسان سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا حیوانات سے ربط تھا۔ وحوش صحرا اسے اپنا دوست سمجھنے لگے تھے یہ ان میں پھر کرتا تھا اور وہ بھاگنا کیسا بھڑکتے نہ تھے۔ سب سے زیادہ اُنس مجنوں کو ہرنوں سے تھا جن کی آنکھیں ادائے معشوقانہ دکھایا کرتی تھیں وہ اکثر ہرنیوں کو "شبیہ لیلیٰ" یعنی تصویر لیلیٰ کے لفظ سے تعبیر کیا کرتا تھا بلکہ اپنے ایک شعر میں تو وہ صحرا کی ہرنیوں کی طرف مخاطب ہو کے کہتا ہے "اے ہرنیو! مجھے خدا کے لئے بتاؤ کہ لیلیٰ تم میں سے ہے یا آدمیوں میں سے۔"

کہتے ہیں کہ مجنوں اپنے انھیں جنوں انگیز ولولوں میں کوہ وصحرا کی خاک اُڑاتا پھرتا تھا کہ لیلیٰ اس کے غم میں کڑھتے کڑھتے مرگئی۔ لوگوں نے دفن کر دیا اور مجنوں کو خبر بھی نہ ہوئی۔ دو چار روز بعد جب اس کے گوش گذار ہوا کہ لیلیٰ مرگئی بنی عامر کے قبرستان میں پہنچا اور لوگوں سے پوچھنے لگا کہ لیلیٰ کی قبر کہاں ہے۔ لوگوں نے اس خوف سے کہ اس کی بھی جان جائیگی قبر کے بتانے سے پرہیز کیا۔ مجنوں نے قبروں کی مٹی اُٹھا اُٹھا کے سونگھنا شروع کی جب لیلیٰ کی قبر کی مٹی اس کے ہاتھ میں آئی تو اسے سونگھ کے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ "لوگ چاہتے ہیں کہ اس کے عاشق سے اس کی قبر کو چھپائیں مگر خود اس کی قبر کی مٹی کی خوشبو بتا رہی ہے کہ یہ اس کی قبر ہے" یہی شعر پڑھتے پڑھتے گرا اور مرگیا۔

لیکن یہ واقعہ بھی کسی قابل اعتبار ذریعہ سے نہیں معلوم ہوا اور جو کچھ

ہمیں معتبر ذریعوں سے ملا وہ یہ ہے کہ مجنوں ریگستان کے تو[illegible]ں پر پھرتے پھرتے
ایک دن مرا ہوا ملا۔ اس کی موت کے وقت کوئی شخص موجود نہ تھا ایک وادی میں
جہاں پتھر کی چٹانیں کثرت سے تھیں اس کی لاش پڑی ہوئی ملی جس شخص کی نظر
پہلے پہل اس کی لاش پر پڑی وہ قبیلۂ بنی مرہ کا ایک شخص تھا۔ جو کسی ضرورت سے
اس وادی میں ہو کے گذرا۔ مجنوں کی لاش دیکھتے ہی وہ بنی عامر میں آیا اور
مجنوں کے اعزہ کو اس کی موت کی اطلاع کی بنی عامر کے لوگ روتے اور سر پیٹتے
اس مقام پر پہنچے۔ اس کی لاش کو غسل دیا اور تجہیز و تکفین کر کے دفن کر دیا۔
لوگوں کا بیان ہے کہ بنی عامر کو کسی نے کبھی اتنا روتے اور ماتم کرتے نہیں دیکھا تھا
جتنا کہ وہ لوگ مجنوں کی تجہیز و تکفین کرتے وقت روئے ہیں! ایک عام ماتم تھا جس
میں مرد بھی شریک تھے اور عورتیں بھی

لیکن یہ امر یقینی معلوم ہوتا ہے کہ لیلا مجنوں سے پہلے مر چکی تھی۔ مجنوں سنہ ۸ھ
میں مرا ہے۔ جن دنوں کہ بنی اُمیہ کا دور تھا اور ان کی سطوت و جبروت کا ڈنکا
چار دانگ عالم میں بج رہا تھا۔

یہ وہ مجنوں ہے جس کا نام قریب قریب ساری دنیائے اسلام میں ہمیشہ جوش
عشق کے موقع پر لیا جاتا ہے جسکو ہمارے شعرا کبھی محمل لیلیٰ کے ساتھ دوڑاتے
ہیں اور کبھی جس کے ملنے کے لئے دشت نجد کی خاک چھاننے پر آمادہ ہو جاتے ہیں
جس کی تصویر انھیں ہر اوڑتے ہوئے بگولے میں نظر آتی ہے اور جسکے نالۂ جانکاہ
کی آواز ہر دشت میں وہ سُن لیا کرتے ہیں۔ یہی تھی وہ لیلیٰ جس کے محمل کو ہر
شاعر ایک نئی دھوم دھام سے نکالتا ہے اور جس کی رگ سے مجنوں کے خون

کے فوارے جاری رہاہے! ورہی ہیں وہ عاشق جن کی شادی میں بقول ہماری ر نوں کے وہ شخص شریک ہوگا جسکی ڈاڑھی میں کبھی اُسترا نہ لگا ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لیلیٰ و مجنوں دراصل کوئی نہ تھے صرف شعرانے اپنے خیال سے دو حسن و عشق کے پتلے بناکے تیار کئے ہیں جنکو ہمیشہ اپنی عاشقانہ ضرورتوں کیوقت پیش کردیا کرتے ہیں لیکن یہ قول چنداں قابل تسلیم نہیں ہے اس لئے کہ اکثر مورخین پورے پورے واقعات اور زمانہ بتارہے ہیں۔ اور قطع نظر سب کے ہمارے ہاتھ میں لیلیٰ و مجنوں کا دیوان موجود ہے جو ایک خاص اور پُرجوش مذاق کی خبر دیتا ہے جو تمام شعرائے عرب کے مذاق سے جداگانہ ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں اُن دونوں کے نام کو ان کے مرنے کے بعد دنیا میں شہرت نصیب ہوئی اور اسی وجہ سے غالباً ان کی موجودگی ایک مشتبہ امر ہوگئی ہے بہرحال تھے ضرور! اور خدا غریق رحمت کرے اس لئے کہ بقول جناب سرور کائنات علیہ الف الف تحیات "من عشق فعف فمات فہو شہید" جو شخص عاشق ہوا اور پاکبازی سے بسر کی اور مرگیا وہ شہید ہے" دونوں شہید مرے۔

یک شبے مجنوں بخلوت گاہ راز
گفت کائے پروردگار بے نیاز

از چرا نامم تو مجنوں کردۂ
عشق لیلیٰ در دلم چوں کردۂ

کردۂ خار مغیلاں بالشم
می بری شبہا بگردوں نالشم

تو چہ خواہی زیں گرفتاری من
اے خدائے من ازیں زاری من

یا تفش گفتہ کہ اے مرد غریب
در محبت کردم ایں غمہا نصیب

عشق لیلیٰ نیست ایں کار من است
حسن لیلیٰ عکس رخسار من است

خوش نماید گریۂ شبہائے تو
ذوق ہا دارم بہ یارب ہائے تو

# گنہگار موسومہ بہ طاہرہ

## خون میں حرارت اور سنسنی پیدا کرنیوالا تاریخی ناول

اس کے پڑھنے سے وہ خوں فشاں منظر جو ۱۹۱۷ء میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر ضلع آراشاہ آبادمیں برپا ہوا تھا آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ کیسے کیسے بہادران اسلام ناموس اسلام کے لئے اپنی عزیز جانیں قربانی گاؤ کے بدلے قربان کر دیں۔ اس نئے ناول میں دکھلایا گیا ہے کہ ایک مسلمان برقعہ پوش خاتون۔ اسلام کی فدائی اور اپنے شوہر کی پرستار میدان کارزار میں آتی ہے۔ سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ برقعہ کے اندر سے شمشیر آبدار بجلی کی طرح چمکتی ہے اور یہ فرش خاکی دم بھر میں لالہ زار بنجاتا ہے۔ ایک پردہ نشین عورت ہزاروں کا مقابلہ کرکے تھک جاتی ہے۔ برادران وطن اُسے گرفتار کرکے اپنے سردار کے مکان پر لیجاتے ہیں لیکن وہ عصمت و عفت کی دیوی طرح طرح کی جانکاہ مصیبتیں برداشت کرتی ہے اور اپنے دامن عصمت کو صاف بچاکر فرار ہو جاتی ہے۔ آخر میں دکھلایا گیا ہے کہ اُن برادران یوسف کیساتھ عدالت عالیہ نے کیا کارروائی کی اور فاضل جج نے اُسکا فیصلہ کیا کیا قیمت ۹

**سمنستان کی شہزادی** ادب اُردو کا ایک بہترین افسانہ ہے آئیں کیا ہے؟ سمنستان کی شہزادی کا نوشتہ تقدیر۔ شہزادی قاہرہ کی پیشین گوئی عشق و محبت کے جذبات کی بولتی ہوئی تصویریں قیمت ۱ر

**ملنے کا پتہ اسٹار بک ڈپو کلکتہ نمبر ۴ لوئر سرکولر روڈ**